حرم سے باہر حلق کرنے کا مسئلہ

سوال:......ایک آدمی عمرہ کے لئے گیا اور اس نے عمرہ کے اعمال میں طواف اور سعی کی، اور حلق نہ کیا، پھر مدینہ منورہ جا کر حلق کیا تو یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا اس طرح کرنے پر دم واجب ہوگا؟۔

جواب......حامدا و مصلیا و مسلما: عمرہ کرنے والے نے حلق حدودِ حرم سے باہر کرایا تو کیا حکم ہے؟ اس مسئلہ میں ہمارے فقہائے احناف میں اختلاف ہے۔امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک حلق کے لئے مکان مخصوص ہے، یعنی حدودِ حرم میں ہی حلق کرانا ضروری ہے، حدودِ حرم سے باہر جا کر کسی نے حلق کرایا تو دم واجب ہوگا۔

امام ابو یوسف اور امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک حلق کے لئے مکان مخصوص نہیں، بلکہ جہاں جا کر حلق کرائے تو حلال ہو جائے گا، اور اس طرح کرنے پر کوئی دم واجب نہ ہوگا۔

امام ابو یوسف اور امام زفر رحمہما اللہ کے قول کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صلح حدیبیہ کے موقع پر حدیبیہ کے مقام پر حلق کرایا، حالانکہ حدیبیہ حرم سے باہر حل میں واقع ہے۔(مستفاد: عمدۃ المناسک ص ۵۲۵)

احناف کے نزدیک وہ جگہ جہاں آپ نے حدیبیہ میں حلق فرمایا تھا وہ جگہ حرم کے اندر تھی۔[۱]

---

[۱]......فائدہ:......آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے وقت مقام حدیبیہ میں حلق کرایا، اس میں تو کوئی اختلاف نہیں، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ حدیبیہ حرم میں ہے یا خارج حرم؟ اور آپ ﷺ کا حلق حرم میں تھا یا خارج حرم؟۔امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حدیبیہ حرم سے باہر ہے۔" والحدیبیة خارج من الحرم"۔

(بخاری، باب من قال : لیس علی المحصر بدل ، کتاب المحصر ، قبل رقم الحدیث:۱۸۱۳)

(۱)......عن عطاء قال : كان منزل النبى صلى الله عليه وسلم يوم الحديبية فى

نوٹ:۱/......امام بخاری رحمہ اللہ نے اس جملہ سے پہلے پوری عبارت امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ کی نقل کی ہے، اس سے یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ یہ جملہ ''والحُديْبِية خارج من الحرم'' بھی امام ماک رحمہ اللہ کا ہے، حالانکہ ''مؤطا امام مالک'' میں یہ جملہ نہیں ہے، غالبا یہ امام بخاری رحمہ اللہ کا اپنا اضافہ ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کی عبارت یہ ہے:

''مالک أنه بلغه أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم حلّ هو وأصحابُه بالحديبية فنحروا الهَدْى وحلقوا رؤوسهم وحلّوا من كل شيء قبل أن يطوفوا بالبيت وقبل أن يصل اليه الهدى ، ثم لم يُعلَمُ أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم أمر أحدا من أصحابه ولا مِمّن كان معه أن يَقْضُوا شيئا ولا يعُودوا لِشيءٍ ''۔

(مؤطا امام مالک ص۳۷۶، باب ما جاء فيمن أُحصِر بِعَدُوٍّ ، كتاب الحج ، رقم الحديث:۱۱۰۷)

ترجمہ:......امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ان کو خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے حدیبیہ کے مقام پر احرام کھول لیا تھا، اپنی قربانی کے جانور ذبح کئے اور اپنے سروں کو ترشوایا، حالانکہ ابھی بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا اور ہدی بھی روانہ نہیں کی ہمیں نہیں معلوم کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قضاء کا حکم دیا یا کسی امر کے اعادے کے لئے فرمایا ہو۔

(مؤطا امام مالک اردو مع شرح ص۵۹۵ ج۱)

نوٹ:۲/......امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی کے قریب قریب عبارت بالمعنی نقل فرمائی ہے، ان دونوں میں یہ عبارت ہے کہ:

''ہمیں نہیں معلوم کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قضاء کا حکم دیا یا کسی امر کے اعادے کے لئے فرمایا ہو''۔

یہ عجیب بات کہہ دی، حالانکہ عمرۃ القضاء ہوا اور اس میں اعلان بھی فرمایا کہ: سب لوگ چلیں۔ تو یہ بات بالکل صحیح نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے حدیبیہ کے بعد اگلے سال عمرہ کیا اور اس کا نام بھی ''عمرۃ القضاء'' ہے اور قضا اسی کی ہوتی ہے جو انسان کے ذمہ واجب ہو، اور روایت میں بھی صراحت آئی ہے کہ جب آپ ﷺ نے عمرۃ القضاء کا ارادہ کیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اعلان کیا کہ جتنے لوگ حدیبیہ میں ساتھ تھے وہ سب چلیں۔ (مستفاد: انعام الباری ص۴۱۲/۴۱۳ ج۵)

الحرم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۴۲۲ ج۲۰، غزوۃ الحدیبیۃ ' کتاب المغازی، رقم الحدیث:۳۸۰۱۱)

ترجمہ:……حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حدیبیہ میں نبی کریم ﷺ کی قیام گاہ حرم میں تھی۔

(۲)……عن المسور ' ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان بالحدیبیة ' خبائه فی الحل ' ومصلاه فی الحرم۔

(طحاوی ص۳۲۳ ج۲ (ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت)، باب الهدی یصد عن الحرم هل ینبغی أن یذبح فی غیر الحرم أم لا ؟ کتاب مناسک الحج، رقم الحدیث:۴۰۰۴)

ترجمہ:……حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں تھے اور آپ کا خیمہ تو حل میں تھا مگر مصلی (نماز کی جگہ) حرم کے حدود میں تھا۔

یہ روایت بھی دلیل بن سکتی ہے کہ: آپ ﷺ نے حلق حدود حرم میں کیا ہو۔[۱]

---

[۱]……فائدہ:……حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ ''زرقانی'' کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:

زرقانی کہتے ہیں: مغلطائی نے کہا ہے: اور اللہ تعالی نے ایک ہوا بھیجی، جیسا کہ ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ: نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بیت اللہ سے روک دیا گیا اور انہوں نے حلق ونحر کیا تو اللہ تعالی نے زور کی ہوا بھیجی جس نے ان کے بالوں کو اٹھا کر حرم میں لا ڈالا، یہ ان کے بیت اللہ سے روک دیئے جانے کی تلافی تھی۔

ابو عمر کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ وہ قبول عمرہ کی نیک فالی سے بہت ہی خوش ہوئے۔ غالبا آنحضرت ﷺ کے موئے مبارک اس سے مستثنی تھے……اور یہ بھی احتمال ہے کہ موئے مبارک کا اکثر حصہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے لے لیا ہو اور باقی ماندہ ہوا سے اُڑ کر حرم شریف میں جا پڑے ہوں۔

(حجۃ الوداع وعمرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم (مترجم) ص۴۲۱/۴۲۲)

اس مسئلہ میں مفتی بہ اور راجح قول یہی ہے کہ دم واجب ہو جائے گا۔

(مستفاد: انوار مناسک ص۳۲۰۔فتاوی رحیمیہ ص۲۳۳ ج ۵)

(۱)......من اعتمر فخرج من الحرم وقصر فعليه دم عند أبی حنيفة ومحمد وقال أبو يوسف : لا شیء عليه ..... وهو يقول : الحلق غير مختص بالحرم لان النبی صلی الله عليه وسلم وأصحابه احصروا بالحديبية وحلقوا فی غير الحرم ۔

(ہدایہ ص۲۹۷ ج۱، باب الجنايات ، كتاب الحج)

(۲)......ولو حلق فی الحل للحج ' أو العمرة ' أو لكليهما ' فعليه دم عند هما ' وقد تحلل ، وقال ابو يوسف : لا شیء عليه۔

(غنية الناسک ص۲۷۹، المطلب التاسع فی ترک الواجب فی الذبح الحلق ، باب الجنايات)

(۳)......لو حلق خارج الحرم يوجب الدم ' يوجب الدم علی قولهما ، الخ۔

(البحر العميق ، الباب الثانی عشر فی الاعمال المشروعية يوم النحر ص۱۸۰۰)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کے موافق حضرت عبدالرحمٰن بن الاسود اور حضرت عامر رحمہما اللہ کے فتاوی ہیں:

(۱)......عن عامر : فی امراة نست أن تقصّر حتی خرجت ' فقال عبد الرحمن بن الاسود وعامر : تقصِّر وتُهريق دماً۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۹۷ ج۸، فی الرجل والمرأة نسيا أن يقصرا ' كتاب المناسک ، رقم الحديث:۱۵۷۸۲)

ترجمہ:......حضرت عامر رحمہ اللہ اس عورت کے متعلق فرماتے ہیں جو قصر کروانا بھول جائے اور (حرم سے) نکل جائے ،حضرت عبدالرحمٰن بن الاسود اور حضرت عامر رحمہ اللہ فرماتے

ہیں کہ: وہ (اب جہاں ہو وہیں) قصر کروائے گی اور دم ادا کرے گی۔

امام ابو یوسف اور امام زفر رحمہما اللہ کے مسلک کے موافق حضرت ابو جعفر، حضرت عطاء ،حضرت طاوس، حضرت مجاہد رحمہم اللہ کے فتاوی ہیں:

(۱)......عن أبی جعفر : فی رجلٍ نسی أن یحلق أو یقصر ، قال : لیس علیه شیء۔

ترجمہ:......حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: کوئی آدمی (حرم میں) اگر حلق یا قصر کروانا بھول جائے (اور حرم سے باہر حلق کرائے) تو اس پر کوئی دم نہیں۔

(۲)......عطاء وطاوس ومجاهد : فی المرأة تَمرُّ بالوقف راجعةً من مكة فلم تقصِّر ، قالوا : لا یؤاخذها الله بالنسیان ، الخ۔

ترجمہ:......اور عورت مکہ مکرمہ سے لوٹ رہی تھی وہ موقف کے پاس سے گذری اور اس نے (حرم میں) قصر نہیں کروایا تھا، اس پر حضرت عطاء، حضرت طاوس، حضرت مجاہد رحمہم اللہ نے فرمایا: اللہ تعالی نسیان پر اس کا مواخذہ نہیں فرمائیں گے۔(یعنی اب حرم سے باہر قصر کروانے سے اس پر کوئی دم واجب نہیں ہوگا)۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۰۷ ج ۸، فی الرجل والمرأة نسیا أن یقصرا ، کتاب المناسک ، رقم الحدیث: ۱۵۷۸۳/۱۵۷۸۴)

نوٹ...... ارباب افتاء اس مسئلہ میں اس پر غور فرمائیں کہ: اگر عمرہ کرنے والے کی مالی حالت بہتر ہے اور وہ مالدار ہے اور اس کے لئے ایک دم دینا کوئی مشکل نہیں تو اس پر تو دم لازم کیا جائے ،مگر کوئی ایسا آدمی جو مالی اعتبار سے کمزور ہے اور اس کے لئے دم دینا مشکل ہے، تو اس کے لئے امام ابو یوسف اور امام زفر رحمہما اللہ کے قول پر دم کے عدم وجوب کا فتوی دیا جائے تو یہ شاید مناسب ہوگا۔

اور ہمیں مسائل حج میں اس کی نظیر بھی ملتی ہے، اور اللہ تعالی نے خود قرآن کریم میں اہل ثروت اور غیر مستطیع کے لئے فرق فرمایا ہے۔ مالدار قارن اور متمتع پر دم تمتع واجب ہے، اور نادار پر قربانی کے بجائے روزہ رکھ لینا کافی ہے۔

مسئلہ:......حج قران اور حج تمتع میں شکر کے طور پر قربانی واجب ہوتی ہے کہ اللہ تعالی نے ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج دو عبادتوں کو انجام دینے کی سعادت سے نوازا۔

(کتاب المسائل ص۳۲۹ ج۳)

”ویجب الدم علی المتمتع شکرا لما أنعم الله تعالی علیه بتیسیر الجمع بین العبادتین.....وحکم القارن کحم المتمتع فی وجوب الهدی ان وجده ' والصیام ان لم یقدر علیه“۔(عالمگیری ص۲۶۴ ج۱، الباب السابع فی القران والتمتع ، کتاب المناسک)

مسئلہ:......اگر حج قران یا حج تمتع کرنے والا شخص ناداری اور غربت کی وجہ سے حج کی قربانی کرنے پر قادر نہ ہو تو اس پر یوم النحر سے قبل تین (۳) روزے اور ایام تشریق گذرنے کے بعد سات (۷) روزے رکھنے لازم ہوں گے۔ (کتاب المسائل ص۳۳۳ ج۳)

”وان کان معسرا لا یجد ثمن الهدی ' فانه یصوم ثلاثة أیام فی الحج ، الخ ....ثم یصوم سبعة أیام بعد ما مضت أیام التشریق عندنا“۔

(عالمگیری ص۲۶۴ ج۱، الباب السابع فی القران والتمتع ، کتاب المناسک)

اور اللہ تعالی نے قرآن کریم میں خود اس حکم کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا:

﴿ فَاِذَا اَمِنۡتُمۡ فَمَنۡ تَمَتَّعَ بِالۡعُمۡرَةِ اِلَی الۡحَجِّ فَمَا اسۡتَیۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡیِ ، فَمَنۡ لَّمۡ یَجِدۡ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ فِی الۡحَجِّ وَسَبۡعَةٍ اِذَا رَجَعۡتُمۡ ، تِلۡکَ عَشَرَةٌ کَامِلَةٌ ﴾۔

(پ:۲/سورۂ بقرہ، آیت نمبر:۱۹۶)

ترجمہ:...... پھر جب تم امن حال کرلو تو جو شخص حج کے ساتھ عمرے کا فائدہ بھی اٹھائے، وہ قربانی میسر ہو (اللہ تعالی کے حضور پیش کرے)۔ ہاں اگر کسی کے پاس اس کی طاقت نہ ہو تو وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے، اور سات (روزے) اس وقت (رکھے) جب تم (گھروں کو) لوٹ جاؤ۔ اس طرح یہ کل دس روزے ہوں گے۔

ہمارے ارباب افتاء نے ترتیب کے مسئلہ میں بھی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کے بجائے حضرات صاحبین کے قول پر عمل کی اجازت دی ہے، اس لئے کہ وہ اب وقت کی ایک ضرورت ہے۔

''نئے مسائل اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے فیصلہ'' میں ہے:

حنفیہ کے راجح قول کے مطابق: ۱۰/ذی الحجہ کے مناسک میں رمی، ذبح اور حلق کو ترتیب کے ساتھ انجام دینا واجب ہے، اور صاحبین اور اکثر فقہاء کے یہاں مسنون ہے جس کی خلاف ورزی سے دم واجب نہیں، حجاج کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو ترتیب کی رعایت کو ملحوظ رکھیں، تاہم ازدحام اور موسم کی شدت، اور ذبح کی دوری وغیرہ کی وجہ سے صاحبین اور دیگر ائمہ کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے، لہذا اگر یہ مناسک ترتیب کے خلاف ہوں تو بھی دم واجب نہیں ہوگا۔ (نئے مسائل اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے فیصلے ص ۵۴)

تنبیہ:...... حضرات ارباب افتاء کی خدمت میں قاضی و مفتی مکہ مکرمہ کا ایک مشورہ۔

مکہ مکرمہ کے قاضی و مفتی علامہ ابو البقاء محمد بن احمد مکی حنفی رحمہ اللہ (متوفی: ۸۵۴) نے اپنی کتاب ''البحر العمیق'' میں طواف زیارت للحائض کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے جو بات لکھی ہے اور یسر و سہولت کے پہلوؤں کی رہنمائی کی ہے، اس کا ایک اقتباس نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

’’وقد ورد ” أحب العلماء الى الله تعالى أكثرهم ترخيصا “ وانه ينبغي للمفتي أن يفتي الناس بما هو أسهل عليهم ، كما ذكره صاحب ” القنية “ وعزاه الى أبى حامد والى البزدوى فى ” شرح الجامع الصغير “ وقال : ينبغي للمفتي أن يأخذ بالأيسر فى حق غيره خصوصا فى حق الضعفاء ، لقوله صلى الله عليه وسلم لعَلِي و معاذ حين بعثهما الى اليمن :” يسرا ولا تعسرا “ وقالت عائشة رضي الله عنها :” ما خير رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أمرين الا اختار أيسرهما “ فأقول في الجواب – والله أعلم بالصواب – : يجوز تقليد كل واحد من الائمة الأربعة رضي الله عنهم ، ويجوز لكل واحد عند الضرورة أن يقلد واحداً منهم فى المسألة ، ويقلد اماما آخر فى مسألة اخرى ، لان الضرورات تبيح المحظورات‘‘۔

(البحر العمیق ۱۸۳۹، الباب الثانى عشر فى الاعمال المشروعة يوم النحر ، طواف الافاضة)

ترجمہ:...... یہ بات وارد ہوئی ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک علماء میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو ان میں سب سے زیادہ رخصت کو اختیار کرنے والا ہو، لہذا مفتی کے لئے مناسب ہے کہ اس رائے پر فتوی دے جو لوگوں کے لئے آسانی کا باعث ہو جیسا کہ صاحب قنیہ نے ذکر کیا ہے، اور ’’جامع صغیر‘‘ کی شرح میں اس قول کو ابو حامد اور بزدوی کی طرف منسوب کیا ہے، انہوں نے کہا کہ: مفتی کے لئے مناسب ہے کہ دوسروں کے حق میں بالخصوص ضعفاء کے حق میں آسان قول کو اختیار کرے، کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت علی اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجتے ہوئے ارشاد فرمایا: تم دونوں آسانی برتو گے نہ کہ دشواری، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو باتوں کا اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ ان میں سے آسان بات کو اختیار فرماتے، اس لئے میں جواب میں کہتا ہوں: - واللہ اعلم بالصواب - ائمہ اربعہ میں سے ہر ایک کی تقلید جائز

ہے، اور بوقت ضرورت ہر ایک کے لئے گنجائش ہے کہ ایک مسئلہ میں ایک امام کی تقلید کرے اور دوسرے مسئلہ میں دوسرے امام کی، کیونکہ مجبوریاں ناجائز باتوں کی بھی گنجائش پیدا کردیتی ہیں۔ (جدید فقہی مسائل ص ۳۸۳ ج ۳)

واللہ تعالی أعلم وعلمہ أحکم وأتم

کتبہ: مرغوب احمد لاجپوری

۱۶/شوال: ۱۴۴۶ھ مطابق: ۱۵/اپریل ۲۰۲۵ء

بروز منگل